# نظرات

ہندوستان کے عوام نے مارچ کے مرکزی انتخابات کے موقع پر سیاسی شعور کی پختگی اور آزادی رائے کا جو ثبوت دیا تھا اس کا مظاہرہ اسمبلیوں کے گذشتہ انتخابات کے موقع پر بھی ہوا، یہ ظاہر ہے کہ آج جنتا پارٹی کے ساتھ عوام کا وہ والہانہ اور بے ساختہ تعلق نہیں ہے جو گذشتہ مارچ میں تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض معاملات میں لوگوں کو جنتا گورنمنٹ سے شکایات پیدا ہوگئی ہیں جو کم ہونے کے بجائے روز بروز بڑھ رہی ہیں، مثلاً ضروری اشیا گراں سے گراں تر اور کہیں کہیں نایاب ہوتی جارہی ہیں۔ امرجنسی کے زمانہ میں جو لوگ تختۂ مشق ظلم وستم رہے تھے اون کی اشک شوئی کا اب تک انتظام نہیں ہوسکا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ملک میں لا اینڈ آرڈر اور ڈسپلن کی حالت بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے، لیکن ان سب باتوں کے باوجود عوام نے محسوس کیا کہ جب وہ کانگرس جیسی دیرینہ اور باوقار پارٹی کا تختہ الٹ کر جنتا پارٹی کو برسر اقتدار لائے ہیں تو اسے کم از کم پانچ برس تو کام کرنے کا موقع دینا چاہئے، ہندوستان ایک بڑا ملک ہے۔ اس میں ہر قسم کے اچھے برے لوگ آباد ہیں، جنتا گورنمنٹ کے پاس کوئی جادو کی لکڑی تو ہے نہیں۔ جس سے وہ برسوں کے فساد کو یک بیک ختم کردے اس لئے ابھی اس کے ہاتھ مضبوط کرنے اور اوس کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے، عوام کا یہی احساس تھا جس کے باعث دس اسمبلیوں میں سے سات میں جنتا پارٹی عظیم اکثریت سے کامیاب ہوگئی اور ان ریاستوں میں جنتا گورنمنٹ

قائم ہوگئی ہے، باقی ریاستوں میں مقامی پارٹیاں برسراقتدار آئی ہیں، جن کا ان ریاستوں میں پہلے سے بڑا اثر تھا۔ ہمارے نزدیک عوام کی آزادی رائے کا یہ بھی ثبوت ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر پارٹی سنبھل کر چلے گی اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ نیک نامی اور عوام میں مقبولیت حاصل کرنے اور مرکز سے تعاون کرنے کی کوشش کریگی، اس سے ملک کو فائدہ پہونچیگا۔

---

لیکن ان انتخابات کا ایک مجموعی نتیجہ یہ بھی ہوا کہ کانگریس کا مرکز سے تو خاتمہ ہوا ہی تھا جہاں جہاں ریاستی انتخابات ہوتے جاتے ہیں کانگریس کا وہاں سے بھی خاتمہ ہوتا جاتا ہے اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ وقت جلد آئے گا، جب کہ پورے ملک میں کسی ایک ریاست میں بھی کانگریس اپنی گورنمنٹ قائم کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوگی، یہ عظیم انقلاب تاریخ کا ایک بہت بڑا سبق ہے جسے ہر پارٹی اور اس کے ہر لیڈر کو یاد رکھنا چاہئے، لیکن بڑے افسوس اور شرم کی بات ہے کہ خود کانگریس نے اس سے کوئی عبرت حاصل نہیں کی، کانگریس ہائی کمانڈ میں اگر ایمانداری ہوتی اور ملک وقوم کی خدمت کا ان میں بے لوث جذبہ ہوتا تو ان کو سمجھنا چاہئے تھا کہ مسز اندرا گاندھی نے اقتدار طلبی کے نشہ میں سرشار ہوکر وہ کیا ہے جو کانگریس کا بڑے سے بڑا دشمن بھی نہیں کرسکتا یہاں تک کہ خود انگریزوں نے بھی نہیں کیا۔ اور کانگریس نے ہر معاملہ میں اندرا گاندھی کی غیر مشروط حمایت و تائید کرکے جس عظیم جرم کا ارتکاب کیا ہے وہ ہرگز خودکشی کے جرم سے کسی طرح کم نہیں تھا۔ اس بنا پر سقوط کانگریس کے بعد اس جماعت کے لیڈروں کا یہ فرض تھا کہ وہ اس سقوط کے ذمہ دار جتنے بھی افراد و اشخاص تھے ان کو کسی رو رعایت کے بغیر وہ سزائیں دی جاتیں جو ایک پارٹی زیادہ سے زیادہ اپنے ارکان و اعضا کو دے سکتی ہے لیکن کانگریس نے ایسا نہیں کیا چنانچہ تطہیر (PurGATion) کے طریقہ کار پر عمل کرنے کے بجائے ان میں

مداہنت اور مجرمین کے ساتھ اغماض اور چشم پوشی کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے اور آج تک اوس میں یہ اخلاقی جرات پیدا نہیں ہوئی کہ وہ اپنے سنگین جرائم کا کھلے دل سے اعتراف و اقرار کر کے ملک اور قوم سے اون کی معافی مانگتی، یہ حالات کانگریس کے مستقبل کے لئے اچھا شگون نہیں ہیں، چنانچہ اوس کے اثرات روز بروز ظاہر ہو رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ جنتا پارٹی اقلیتوں کے ساتھ انصاف نہیں کر رہی ہے اور شری جے پرکاش نرائن بھی ایک بیان میں اس کی طرف اشارہ کر چکے ہیں، ہم طبعی طور پر اکثریت اور اقلیت کی مروجہ اصطلاحات کے کبھی قائل نہیں ہوئے یہ سراسر فرنگ کی زائیدہ ہیں اور ان کا اثر انسانیت کی قدروں پر پڑتا ہے بہر حال جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے۔ جنتا گورنمنٹ کو جمعہ جمعہ قائم ہوئے ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں ان دنوں میں مسلمانوں کے جو کام ہوئے ہیں اون کو جنتا گورنمنٹ کی برکت ہی کہا جا سکتا ہے، مثلاً ملک کے سب سے بڑے مقابلہ کے امتحانات میں مسلمان امیدوار لڑکے اور لڑکیاں جس تعداد میں اس سال کامیاب ہوئے ہیں گذشتہ تیس برسوں میں کبھی کامیاب نہیں ہوئے اور ایک لڑکے کی تو پورے ہندوستان میں سیکنڈ پوزیشن ہے۔ حج کے کرایہ میں اضافہ ہوا اور مسلمانوں نے اس پر احتجاج کیا تو کرایہ فوراً کم کر دیا گیا۔ جبراً نسبندی کو روک دیا گیا۔ وزیر قانون نے اعلان کیا کہ چونکہ مسلمان متبنیٰ بل کے خلاف ہیں اس لئے اس کو اون کے سر نہیں تھوپا جائیگا۔ وزیر تعلیم نے اعلان کیا کہ علی گڈھ مسلم یونیورسٹی ایکٹ میں مسلمانوں کی خواہش کے مطابق ترمیم ہوگی اور وہ اس سلسلہ میں وائس چانسلر اور دوسرے مسلمان زعما سے بات چیت کر رہے ہیں جہاں تک پارلیمنٹ اور اسمبلیوں میں مسلمانوں کی نمائندگی کا سوال ہے وہ بھی کچھ ایسی بری اور کم نہیں ہے گذارش کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو کچھ ہے بسا غنیمت ہے مسلمانوں کو اس کا احساس ہونا چاہئیے اور احتجاج کا طریقہ ترک کر کے ہمہ تن اپنی تعمیر و ترقی کی کوششوں میں لگنا چاہئیے، ورنہ نالائق کو تو خیرات بھی نہیں ملتی۔

(باقی صفحہ ۴۴ پر)